سوال

(465) بسم اللہ سرّی یا جہری؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جہری نمازوں میں اکثر اہل حدیث خطیب سورۃ فاتحہ سے قبل بسم اللہ بلند آواز سے نہیں پڑھتے اور قرأت ''الحمد'' سے شروع کرتے ہیں۔ اس طرح سورۃ فاتحہ کی چھ آیات بنتی ہیں اور ساتویں آیت بسم اللہ ہے۔ شرعاً بتایا جائے کہ بسم اللہ بلند آواز سے پڑھنی چاہیے یا آہستہ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

شریعتِ اسلامیہ میں بہت سارے احکام ومسائل ایسے ہیں، جو بسم اللہ کے ساتھ مختص ہیں۔ قطع نظر اس کے، کہ یہ سورۃ فاتحہ کی آیت ہے یا نہیں۔ اس میں بھی اہلِ علم کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل امام شوکانی رحمہ اللہ کی تفسیر ''فتح القدیر'' کے شروع میں دیکھی جا سکتی ہے، اگرچہ راجح مسلک یہ ہے، کہ یہ ''الحمد'' کی آیت ہے۔ لیکن اس کے آیت ہونے سے یہ لازم نہیں آتا، کہ اس کو بھی لازماً جہری نمازوں میںبا لجہر پڑھا جائے اور نہ ہی سرّی پڑھنے سے سورت کی آیت میں کوئی کمی واقع ہوتی ہے، جس طرح کہ سائل کا خیال ہے۔ سات آیات تو اپنی جگہ قائم رہتیں ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ آیا اس کو آہستہ پڑھا جائے یا باآواز بلند؟ اس مسئلے کا دارومدار مختلف احادیث پر ہے۔

اس بارے میں زیادہ بہتر بات یہ ہے، کہ بسملہ نماز میں آہستہ پڑھی جائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت اس بارے میں صحیح صریح ہے اور یہ کہنا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ حدیث کو بھول گئے، پھر بعد میں یاد آیا۔ اس سے حدیث کی پختگی میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا، جس طرح کہ مصطلح الحدیث میں معروف ہے:

'نِسیَانُ الرَّاوِی لَایَضُرُّ صِحَّۃَ الحَدِیثِ'

''راوی کے بھولنے سے حدیث کی صحت متاثر نہیں ہوتی۔''

بعض احادیث میں بسملہ بالجہر کا ذکر بھی ہے۔ جو اس بات پر محمول ہے کہ بعض دفعہ آپ نے باآواز بلند بھی پڑھی ہے، تاکہ مقتدیوں کو اس کی قرأت کا علم ہو جائے۔ اس طرح اس موضوع پر جملہ احادیث میںمطابقت پیدا ہو جاتی ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوٰۃ : صفحہ :396

محدث فتویٰ